

مجمع البحوث الاسلامیہ القاہرہ کے علما کے مجوزہ آئین برائے قیام اسلامی ریاست کی روشنی میں مقننہ کے اختیارات اور قانون سازی کے طریقہ کار کا جائزہ

عبدالغفار

The Review of the Ulama's of Islamic Research institute Cairo on the lights and legislation of the legislature under the light of recommended or implemented constitution

Abstract: Contemporary international law has called that four elements should be there for the formation of the state, specific area, permanent residence, organized government, ability to establish international relations with other states. By considering these elements ulmah, researchers, international institutes and social media have set a structure for establishment of Islamic state. On this base Islamic state is an ideological state. So the constitution of Islamic state should base on Quran and Sunnah and for this purpose Ulama's have set many constitutions in different eras with combined effort in which included researchers of Fatawa Alamgiri, Mujalla-al-Ahkaam ul Adlia, al-Mosuat al-Fiqhiya, Fatwa Lajnat ul Daema and this Proved beneficial for the Establishment of Islamic Jurisprudence and modern legislation. These opinions have played very important role in shaping the legislation and judicial system of many Islamic countries. By keeping this methodology in view Jamaia Azhar Islamic Research Institute (established in 1961) which is a part of Jamia ul Azhar since on thousand years and in present age an important organization for collective Ijtihad, the research a of this Islamic Research Institute had also compiled constitutional structure for Islamic state in 1977 and in the light of this an introduction and analysis about the right of this an the process of legislation will be given in this article.

Keywords: Organized, Ulama's of Islamic Research; Quran; Sunnah, Mujalla-al-Ahkaam ul Adlia, Jamaia Azhar

اسلام کا تصور ریاست اس امر کا متقاضی ہے کہ طبقات معاشرہ اور مختلف مذہبی اکائیاں مل کر ایک آئینی ریاست تشکیل دیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ تشکیل ریاست اور تدوین آئین بنیادی اسلامی احکامات و تصورات دین

سے ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے حضور اکرم ﷺ کی ریاستِ مدینہ کی تشکیل اور میثاقِ مدینہ کی صورت میں ایک آئینی دستاویز کی تیاری ایک قوی ترین اور ناقابلِ تردید دلیل اور حجت ہے۔ اسلامی ریاست ایک نظریاتی ریاست ہوتی ہے، لہذا اسلامی ریاست کا آئین ایک اسلامی آئین ہونا چاہیے جو قرآن و سنت کے اصول و ضوابط کی روشنی میں مدون ہو۔ اس مقصد کے لیے علمائے مختلف ادوار میں اجتماعی کوششوں سے کئی آئین مرتب کیے۔ خصوصاً بیسویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں اسی مقصد کے لیے کئی ایک قومی اور عالمی سطح کے اداروں کی بنیاد رکھی گئی جن میں پاکستان میں اسلامی نظریاتی کونسل، یورپ میں مجلس برائے افتاء و تحقیق، مکہ میں الجمع الفقہی الاسلامی، سوڈان میں مجمع الفقہ الاسلامی، شمالی امریکہ میں مجمع فقہاء الشریعہ، اردن میں مجمع بحوث الحضارة الاسلامیہ، ہندوستان میں اسلامی فقہ اکیڈمی، کویت میں المنظمۃ الاسلامیہ للعلوم الاجتماعیہ، جدہ میں مجمع الفقہی الاسلامی وغیرہ۔

اسی طرح کا ایک دستور جامعہ ازہر اور مجمع البحوث الاسلامیہ القاہرہ کے علمائے بھی ۱۹۷۷ء کو مرتب کیا تھا، اور یہ اس سلسلے کی ایک اہم کوشش ہے۔^(۱)

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانے میں ہمارے فقہاء اور مجتہدین مختلف اسلامی معاشروں اور اسلامی حکومتوں کو پیش آنے والے مسائل کا حل قرآن و سنت کی روشنی میں پیش کرتے رہے اور اس طرح اسلامی قانون کی تدوین کا آغاز ہوا اور اجتہاد کے نتیجے میں اسلامی قانون میں آہستہ آہستہ وسعت پیدا ہوتی رہی اور آج فقہ کی شکل میں اسلامی قانون کا ایک وسیع اور گراں قدر ذخیرہ مدون صورت میں ہمارے پاس موجود ہے۔

ان اجتماعی کوششوں میں سے سب سے نمایاں کوشش مجمع البحوث الاسلامیہ القاہرہ کے علمائے سرانجام دی۔

دستور و آئین کی تیاری کا مقصد*

مجمع البحوث الاسلامیہ القاہرہ کے علما کی ایک کانفرنس میں اسلامی دستور و آئین کی تیاری کا درج ذیل

۱- محمد اسماعیل شعبان، الاجتہاد الاجتماعي و دور المجامع الفقهية في تطبيقه (قاہرہ: مكتبة القاہرہ،

۲۰۰۷ء)، ۱۳۰۔

* آئین، دستور اور قانون کے لغوی معنوں میں زیادہ فرق نہیں پایا جاتا؛ انہیں ایک دوسرے کے مترادفات کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اصطلاحی طور پر قانون سے مراد وہ امر کلی ہے، جو ان جمیع جزئیات پر منطبق ہوتی ہے کہ جن کا حکم اس سے پچھانا جاتا ہو۔

مقصد بیان کیا گیا۔ مصطفیٰ کمال وصفی لکھتے ہیں:

یوصی المؤتمر أن يقوم الأزهر و مجمع البحوث الإسلامية بصفة خاصة بوضع دستور إسلامي ليكون تحت طلب أية دولة تريد أن تأخذ بالشرعية الإسلامية منهاجا لحياتها. ويؤخذ في الاعتبار عند وضع هذا الدستور أن يعتمد على المبادئ المتفق عليها بين المذاهب الإسلامية كلما أمكن ذلك، وتنفيذا لهذا التوصية قرر مجلس مجمع البحوث الإسلامية بجلسته المنعقدة في ١١ من المحرم ١٣٩٨ هـ الموافق ٣١ ديسمبر ١٩٧٧ م إسناد وضع هذا المشروع إلى لجنة الأبحاث الدستورية الإسلامية بالمجمع على أن يدعى لهذا الاجتماع الشخصيات التي يمكن أن تسهم في وضع هذا المشروع.^(۲)

(کافر نس یہ بات تجویز کرتی ہے کہ جامعہ ازہر اور خاص طور پر مجمع البحوث الاسلامیہ ایک اسلامی دستور وضع کریں، تاکہ وہ کسی بھی مملکت کے لیے میسر ہو جو شریعت اسلامیہ کو اپنا منہج حیات بنانا چاہتی ہو۔ اس دستور کو وضع کرنے کے دوران مذہب اسلامیہ کے متفق علیہ مبادیات پر ممکن حد تک اعتماد کیا جائے گا۔ اس قرارداد کی تنفیذ کے لیے مجمع البحوث الاسلامیہ کی مجلس منعقدہ بتاریخ ۱۱ محرم ۱۳۹۸ھ میں مجمع نے یہ پروگرام اپنی اسلامی دستور کی ذیلی کمیٹی کے سپرد کر دیا تھا تاکہ وہ ان معروف شخصیات کو بلا سکیں اور جو اس پروگرام میں حصہ ڈال سکیں۔)

آئین کی تیاری میں شریک علما

بناء على ذلك قام فضيلة الإمام الأكبر الدكتور عبدالحليم محمود شيخ الأزهر و رئيس المجمع بتكوين لجنة عليا ضمت بجانب السعادة أعضاء لجنة الأبحاث الدستورية بالمجمع نخبة من كبار الشخصيات المشتغلين بالفقه الاسلامي والقانون الدستوري لتتولى هذه المهمة.^(۳)

(اس بنیاد پر ڈاکٹر عبدالحلیم محمود، شیخ الازہر اور رئیس المجمع نے ایک اعلیٰ کمیٹی تشکیل دی جس میں مجلس کے دستوری تحقیقات کمیٹی کے ارکان کے ساتھ ساتھ اسلامی فقہ اور دستوری قانون کے ممتاز ماہرین بھی شامل تھے، تاکہ یہ کمیٹی اس اہم کام کو سرانجام دے سکے۔)

اس مقصد کے لیے جو کمیٹی تشکیل دی گئی اس کے اراکین درج ذیل علما تھے:

۲- وصفی مصطفیٰ کمال، مصنفہ النظم الإسلامية الدستورية والدولية والإدارية والاقتصادية والاجتماعية،

(قاہرہ: مکتبۃ وہبہ، ۱۳۹۷ھ)، ۶۱۸۔

۳- نفس مرجع، ۶۱۸۔

رکن	ڈاکٹر الحسینی ہاشم	صدر	ڈاکٹر عبداللہ محمد
رکن	شیخ حسنین محمد خلوف	رکن	استاذ سید عبدالعزیز ہندی
رکن	شیخ عبدالجلیل عیسیٰ	رکن	ڈاکٹر عبدالجلیل شلبی
رکن	استاذ عبدالفتاح نصار	رکن	استاذ عبداللہ محمد جندی
رکن	استاذ علی علی منصور	رکن	استاذ عبدالمنعم عمارہ
رکن	شیخ محمد خاطر محمد الشیخ	رکن	ڈاکٹر محمد حسن فاید
رکن	ڈاکٹر محمود شوکت عدوی	رکن	استاذ محمد عطیہ خمیس
رکن	استاذ حسن نور الدین	رکن	استاذ مصطفیٰ عفیفی
		رکن (۴)	استاذ یاقوت علی عشاوی

دستور و آئین کے موضوعات و مشمولات

جامعہ از ہر مجمع البحوث الاسلامیہ اور عالم اسلام کے کئی ایک دوسرے علماء و فقہاء کی اجتماعی کاوشوں سے جو آئین و دستور مرتب کیا گیا، وہ ۹ ابواب پر مشتمل ہے، جس میں ۸ ابواب بنیادی حیثیت کے حامل ہیں جب کہ آخری باب میں کچھ متفرق باتوں کی وضاحت ہے۔ پہلا باب امت مسلمہ، دوسرا اسلامی معاشرے کی بنیادوں تیسرا اسلامی معیشت، چوتھا انفرادی حقوق و آزادی، پانچواں امامت، چھٹا عدلیہ، ساتواں مقننہ اور آٹھواں حکومت کے بارے میں ہے۔ ابواب کے موضوعات سے محسوس ہوتا ہے کہ اس دستور میں اسلامی ریاست کے تمام پہلوؤں اور ستونوں کے بارے میں رہ نمائی موجود ہے۔ یہاں مختصراً ان ابواب کا ایک جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

پہلا باب: امت اسلامیہ

اس باب میں چار آرٹیکل بیان کے لئے ہیں جو درج ذیل ہیں:

- ۱- مسلمان ایک امت ہیں۔
- ۲- امت مسلمہ میں ایک سے زائد ممالک اور ان میں متنوع حکومتوں کا وجود جائز ہے۔
- ۳- کسی بھی اسلامی مملکت کے لیے یہ جائز ہو گا کہ وہ ایک یا ایک سے زائد ریاستوں کے ساتھ کسی متفق علیہ صورت میں اتحاد قائم کرے۔

۴۔ قوم، امام وقت، اس کے اعوان و انصار اور بقیہ تمام حکام کی نگرانی ہوگی اور ان کا محاسبہ شرعی احکام کے مطابق ہوگا۔^(۵)

دوسرا باب: اسلامی معاشرے کی بنیادیں

اس باب میں ۱۳ آرٹیکل ہیں۔ پہلے پانچ آرٹیکل باہمی تعاون امر بالمعروف و نہی عن المنکر، خاندان اور ریاست کی طرف سے بنیادی طبی سہولیات کی فراہمی کے بارے میں ہیں۔ دستور میں ہے:

”باہمی تعاون اور کفالت اسلامی معاشرے کی بنیاد ہے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرض ہے اور جو اس پر قدرت کے باوجود اس میں کوتاہی کرتا ہے تو گناہ گار ہے۔ خاندان، معاشرے کی بنیادی اکائی ہے۔ دین اور اخلاق حسنہ اس کا تئیں۔ اسلامی مملکت خاندان کی تقویت، قوم کی حفاظت بچپن کی نگہداشت اور اس کے لیے مطلوبہ وسائل مہیا کرنے کی ذمہ دار ہوگی۔ خاندان کی نگہداشت، ریاست کے بنیادی فرائض میں شامل ہے اور ریاست شادی پر ابھارنے، اس کے مادی اسباب مثلاً رہائش، ممکنہ امداد کی فراہمی اور ازدواجی زندگی کو عزت بخشنے کے اقدامات کے ذریعے اس فریضے کو پورا کرے گی۔ ریاست اس لیے بھی وسائل مہیا کرے گی کہ ایک عورت کے لیے حق زوجیت کی ادائی، اپنی اولاد کی خدمت اور اپنے تمام فرائض میں خاندان کو ترجیح دینے میں آسانیاں پیدا ہوں۔ امت کی سلامتی اور فرد کی صحت کی ذمہ داری اسلامی ریاست پر عائد ہوتی ہے لہذا مملکت اپنے شہریوں کو بیماریوں سے بچاؤ اور علاج کی مفت طبی سہولیات فراہم کرنے کی ذمہ دار ہوگی۔“^(۶)

تعلیم، عورتوں کے دائرہ کار، زبان اور ولایت کے بارے میں بھی کئی ایک رہنما اصول وضع کیے گئے ہیں۔ مصطفیٰ کمال و صفی ان کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”طلب علم ایک دینی فریضہ ہے اور قانون کے موافق علم دینا ریاست کی ذمہ داری ہے۔ تعلیم کے تمام مراحل میں دینی تربیت بنیادی منبج ہے۔ مملکت اسلامیہ مسلمانوں کو فرائض، سیرت نبویہ اور سیرت خلفائے راشدین سے متعلقہ جمع علیہ مسائل کی مناسب تعلیم کا التزام کرے گی جو مختلف تعلیمی درجات کی سطح کے مطابق ہوگا۔ مملکت مضامین کے اعتبار سے تعلیم کے مختلف درجات میں قرآن کریم میں سے جو بھی میسر ہو، اس کے حفظ کروانے کا التزام کرے گی۔ اسی طرح طلبہ کے علاوہ افراد کے لیے بھی حفظ قرآن کے مخصوص اداروں کا قیام، مصحف شریف کی طباعت اور اس کی آسان فراہمی کو یقینی بنانا بھی مملکت کے فرائض میں شامل ہے۔ عورتوں کا بناؤ سنگھار کر کے گھر سے باہر نکلنا ممنوع ہے اور اس پر تعاون ایک شرعی ذمہ داری ہے۔ مملکت عمومی شعور کو لچر پن سے محفوظ رکھنے کے لیے شرعی احکام کے موافق قوانین اور قراردادیں پاس کرے گی۔ سرکاری خط و کتابت میں سرکاری زبان و عربی اور ہجری تاریخ کا ذکر لازم ہوگا۔ ولایت عامہ اور خاص طور پر دین، عقل، نفس، مال اور عزت کی نگہداشت رعایا کی مصالحت کے ساتھ

۵۔ و صفی کمال، مرجع سابق، ۶۸۳-۶۸۴۔

۶۔ و صفی کمال، مرجع سابق، ۶۸۵-۶۸۷۔

معلق ہے۔ صرف اتنا کافی نہیں ہے کہ مقاصد شرعی ہوں، بلکہ تمام حالات میں ان مقاصد کے حصول کے لیے استعمال کیے جانے والے وسائل کا بھی شرعی احکام کے مطابق ہونا لازم و واجب ہے۔“ (۷)

تیسرا باب: اسلامی معیشت

اس باب میں ۱۰ دفعات کا بیان ہے۔ اسلامی معیشت کے ذیل میں درج ذیل رہ نما اصول بیان کیے گئے

ہیں۔

”معیشت کی بنیاد شریعت اسلامیہ کے ان مبادی پر قائم ہوگی جو انسانی اکرام اور عدل اجتماعی کے ضامن ہوں، فکری و عملی بھاگ دوڑ کو زندگی کا حصہ قرار دیتے ہیں اور کسب حلال کی نگہداشت کرتے ہیں۔ تجارت، صنعت اور زراعت کی آزادی شریعت اسلامیہ کی حدود میں ہوگی۔ مملکت اسلامیہ اقتصادی ترقی کے لیے شریعت اسلامیہ کے موافق لائحہ عمل وضع کرے گی۔ مملکت ذخیرہ اندوزی میں رکاوٹ بنے گی اور قیمتوں کے اتار چڑھاؤ میں بغیر ضرورت کے مداخلت نہیں کرے گی۔ مملکت صحرائی آباد کاری اور زرعی زمین کے رقبے میں توسیع کی حوصلہ افزائی کرے گی۔ لین دین میں سود بالکل جائز نہیں ہے اور اسی طرح کسی بھی قسم کے سودی معاملات کو جاری رکھنا ناجائز ہوگا۔ زمین کی تہ میں قدرتی نعمتوں میں سے جو بھی معدنیات اور خام مال وغیرہ ہوگا، وہ مملکت کی ملکیت ہوگا۔ جس مال کا کوئی مالک نہ ہوگا وہ مملکت کے بیت المال کی ملکیت متصور ہوگا۔ قانون افراد کے لیے ملکیت اموال کا طریقہ کار بھی منظم کرے گا۔ مملکت کو جو زکوٰۃ ملے گی وہ اسے اس کے مصارف شرعیہ میں صرف کرے گی۔ منافع کا وقف جائز ہوگا اور تمام گوشوں میں اس کو منظم کرنے کے لیے قانون جاری کیا جائے گا۔“ (۸)

چوتھا باب، انفرادی حقوق و آزادی

اس باب میں کل ۱۶ آرٹیکل ہیں۔ شریعت کے دائرے میں آزادی فکر و عمل جماعت سازی کے حقوق

اور نقل و حرکت جیسے اختیارات کے بارے میں دستور میں درج ذیل الفاظ میں رہ نمائی موجود ہے:

”عدل و مساوات، فیصلوں کی بنیاد ہوں گے۔ شہری دفاع اور قرضے کے مطالبے جیسے حقوق کی ضمانت دی جائے گی۔ ان حقوق کو چھیڑنا جائز نہ ہوگا۔ قتل میں حدود کے جرائم میں ہر ایک متہم کی طرف سے وکیل کھڑا کیا جائے گا۔ دینی و فکری نظریات، آزادی عمل، زبانی یا تحریری کسی نئی رائے کا اظہار، انجمنوں اور یونینوں کا قیام، ان میں شمولیت، شخصی آزادی، آزادی نقل و حرکت، آزادی اجتماع وغیرہ بنیادی انسانی حقوق اور فطری آزادیاں ہیں جن کی اسلامی حدود کے اندر مملکت اسلامیہ ذمے دار ہوگی۔ گھروں، خط و کتابت، شخصی معاملات کو تقدس حاصل ہوگا اور کسی کو بھی ان کی جاسوسی کی اجازت نہ ہوگی۔ اس حرمت پر اثر انداز ہونے والے (حکومتی افعال کے لیے) قانون حدود مقرر کرے گا جن کی روشنی میں مملکت خیانت اور ہنگامی نوعیت کے خطرات جیسے جرائم میں (اس دائرے میں بھی) اقدام کر سکتی ہے، لیکن یہ اقدام عدالت کی اجازت سے ہوگا۔ ملک کے اندر اور باہر نقل و حرکت کا حق ہر کسی

۷۔ وصفی کمال، مرجع سابق، ۶۸۷-۶۸۸۔

۸۔ وصفی کمال، مرجع سابق، ۶۸۷-۶۸۸۔

کو حاصل ہے اور کسی کو بھی عدالتی حکم کے بغیر ملک سے باہر سفر کرنے سے نہ روکا جائے گا اور قاضی اس حکم کے اسباب بھی واضح کرے گا۔ کسی بھی شہری کو ملک بدر کرنا یا کسی ایک جگہ رہائش اختیار کرنے پر پابندی کرنا جائز نہ ہو گا۔ سیاسی پناہ گزینوں کو کسی کے حوالے کرنا ممنوع ہے اور اسی طرح عادی مجرموں کی سپردگی و حوالگی متعین ممالک کے باہمی اتفاقی معاہدات کے نتیجے میں ہوگی۔“^(۹)

کسی سرکاری ملازم کے جرم میں ملوث ہونے یا تعاون کرنے یا سکوت اختیار کرنے اور دیت کی ادائی کے بارے میں درج ذیل اصول بیان کیے گئے ہیں:

”لوگوں کو اذیت پہنچانا ایک جرم ہے اور کوئی بھی جرم یا اس کی سزا اس کے مرتکبین سے ساری زندگی ساقط نہیں ہوتی۔ مجرم یا اس کا شریک کار جرم کی مسؤلیت کے ضمن میں (اخراجات کا) التزام اپنے مال میں سے کرے گا۔ اگر کوئی جرم کسی سرکاری ملازم کی مدد یا موافقت یا سکوت کی بنا پر ہو گا تو وہ بھی اس جرم میں سزا کے اعتبار سے شریک سمجھا جائے گا اور دیوانی اعتبار سے مسؤل ہو گا اس حکومت سے اس کے بارے میں ضمانت طلب کی جائے گی۔ وہ سرکاری ملازم قابل سزا ہو گا جس کے دائرہ عمل میں کسی کو اذیت پہنچائی جائے اور اس کے علم میں بھی ہو اور وہ اپنے نظم بالا کو اس بارے میں مطلع نہ کرے۔ اسلام میں کوئی بھی خون رائیگاں نہیں جائے گا۔ مملکت ان مقتولین اور معذورین کے مستحق رشتہ داروں کو دیت ادا کرے گی جن کو قتل یا معذور کرنے والوں کا علم نہ ہو یا اسکے بارے میں علم تو ہو لیکن اس کے پاس اتنا مال نہ ہو کہ وہ دیت ادا کر سکے۔“^(۱۰)

دعویٰ دائر کرنے کے حق، حقوق ملکیت اور آزادی صحافت جیسے حقوق کو بھی بنیادی حقوق کا درجہ دیا گیا ہے۔ مصطفیٰ کمال و صفیٰ ان حقوق کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ہر انسان کے پاس اپنے یا کسی اور کے خلاف ہونے والے جرم یا قومی اثاثہ جات میں غبن یا دھمکی دینے کے خلاف رپورٹ درج کروانے کا حق ہے۔ کام، کمائی اور ملکیت کے حقوق کی ضمانت دی جائے گی اور ان کو احکام شریعت کے علاوہ نہیں چھیڑا جائے گا۔ عورت شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے کام کر سکتی ہے۔ مملکت، حقوق ملکیت، ان کی حرمت اور آزادی ملک کی ذمہ دار ہوگی۔ کسی بھی قسم کی اشیاء میں عمومی ضبطی مال و جائداد کی اجازت نہ ہوگی، جہاں تک خاص قسم کے ضبط مال و جائیداد کا تعلق ہیں تو عدالت کے حکم سے اس کی اجازت ہوگی۔ کسی بھی شخص کی ملکیت اس سے زبردستی حاصل نہیں کی جائے گی سوائے ان چیزوں کے کہ جن میں مفاد عامہ ہو اور اس میں اس شخص کو اس کی خاطر منظم قانون کے موافق مکمل قیمت ادا کی جائے۔ اخبارات کا اجراء ایک جائز کام ہے اور صحافت کو آزادی حاصل ہوگی لیکن یہ آزادی شرعی حدود کے اندر ہوگی۔ شہریوں کو قانون میں بیان شدہ طریقہ کار کے مطابق انجمن اور یونین بنانے کا حق حاصل ہو گا۔ ہاں ایسی جماعتوں کے قیام روکا جائے گا جن کی سرگرمیاں اسلامی معاشرے کے نظام کے خلاف

۹- و صفیٰ کمال، مرجع سابق، ۶۹۳-۶۹۵۔

۱۰- و صفیٰ کمال، مرجع سابق، ۶۹۵۔

ہوں یا خفیہ عسکری نوعیت کی ہوں یا کسی بھی پہلو کے خلاف شریعت افعال کی مرتکب ہوں۔ حقوق کی ادائیگی مقاصد شریعت کی روشنی میں ہوگی۔^(۱۱)

پانچواں باب: امامت

اس باب میں ۱۷ اصول بیان ہوئے ہیں۔ امام کی اطاعت، امامت کے طریقہ انعقاد یعنی بیعت، امامت کی شروط اور امام کے حقوق پر درج ذیل الفاظ میں رہنمائی کی گئی ہے:

مملکت کا ایک امام (صدر) ہو گا جس کی اطاعت واجب ہوگی، چاہے رائے اس کے مخالف ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ کی معصیت میں کسی بھی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔ اسی طرح ان مسائل میں امام کی اطاعت کرنا جائز نہیں ہے جو قطعی طور پر شریعت اسلامیہ کے خلاف ہوں۔ امام کے انتخاب کے لیے مملکت کا قانون بیعت عامہ کا طریقہ کار وضع کرے گا اور بیعت عامہ عدالت کی زیر سرپرستی منعقد ہوگی۔ بیعت میں حصہ لینے والے افراد کی مطلوبہ اکثریت کے بیعت کرنے سے بیعت منعقد ہو جائے گی۔ مملکت کی سربراہی میں امیدوار کے لیے اسلام، مرد ہونا، بلوغت، عقل، خیر خواہی اور احکام شریعیہ کا علم ہونا بنیادی شرائط ہیں۔ امت کے سارے طبقات کی عمومی بیعت سے امام کا انتخاب ہو گا جو قانون کے مطابق ہوگی۔ عورت کے لیے بھی یہ جائز ہے کہ وہ انتخاب میں شریک ہونے کا مطالبہ کرے جب کہ اس میں شروط پوری ہو جائیں اور وہ انتخاب پر قدرت بھی رکھتی ہو۔ امام کی بیعت کی تکمیل سے پہلے اس کی بیعت کے خلاف اپنی رائے کا اظہار کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ بیعت کا حق رکھنے والوں کے پاس امام کو معزول کرنے کا اختیار بھی ہو گا جب کہ امام کے معزول ہونے کے اسباب پائے جائیں اور اس حق کا استعمال قانون میں بیان شدہ طریقے سے کے مطابق ہو گا۔ امام وقت عدلیہ کے سامنے جواب دہ ہو گا اس کی طرف سے کوئی وکیل عدالت میں حاضر ہو گا۔ صدر مملکت (امام) ان تمام حقوق سے فائدہ اٹھائے گا جو شہریوں کو میسر ہوں گے اور ہر اس چیز کا التزام کرے گا جس کے التزام کے شہری پابند ہوں گے۔ امام کے حق میں جو مالی احکام جاری ہوں گے، قانون ان کو مقرر کرے گا۔^(۱۲)

امام اور مملکت کے مابین مالی معاملات اور امام کی عمومی و خصوصی ذمہ داریوں کے بارے میں بھی دستور میں رہنمائی موجود ہے۔ استاذ مصطفیٰ کمال و صفی لکھتے ہیں:

امام کے لیے وصیت یا وقف کرنا جائز نہ ہو گا۔ اسی طرح اس کے رشتے داروں، یہاں تک کہ چوتھے درجے تک کے لیے بھی وصیت یا وقف کرنا جائز نہ ہو گا، سوائے اس کے کہ اس شخص کی طرف سے کوئی وصیت ہو جس کا امام وارث بن رہا ہو۔ اسی طرح امام کے لیے مملکت کی املاک میں کوئی شے خریدنا یا بیچنا یا اسے کرائے پر حاصل کرنا یا کرائے پر دینا جائز نہ ہو گا۔ امام کو تحفے تحائف دینا خیانت ہے اور جو بھی تحائف وصول ہوں گے وہ بیت المال میں داخل کر دیے جائیں گے۔ امام عدل و احسان اور عمل صالح میں رعایا کے لیے ایک اسوہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ امام (صدر) دوسرے مسلمان ممالک کے ائمہ (صدر) کے ساتھ ہر اس مجلس میں شریک ہو

۱۱۔ و صفی کمال، مرجع سابق، ۶۹۵-۶۹۶۔

۱۲۔ و صفی کمال، مرجع سابق، ۶۹۸-۶۹۹۔

گاجوامتِ مسلمہ کے لیے اہمیت رکھتی ہو۔ اسی طرح امام حج کے لیے ہر سال ایک وفد بھیجے گا۔ اس وفد کے ذریعے وہ مسلمان ممالک کے سربراہوں کی سرکاری اور غیر سرکاری کانفرنسوں میں شرکت کرے گا۔ امام جہاد کے لیے اپنے لشکروں کی قیادت، سرحدوں اور وطن کی حفاظت، حدود کی اقامت اور طے شدہ معاہدات کی پابندی کروانے کے بارے میں مسؤول ہے۔ امام مختلف افراد اور جماعتوں کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور ادائیگی فرائض پر قادر بنانے کے بارے میں مسؤول ہے۔^(۱۳)

امام، مملکت کے ملازمین کا تقرر کرے گا علاوہ ازیں ملک میں امیر جنسی کے حالات میں امام خصوصی اختیارات کا مالک ہوگا۔ دستور کے الفاظ ہیں:

”امام مملکت کے ملازمین کا تعین کرے گا۔ یہ بھی درست ہے کہ قانون اعلیٰ سطح کی ملازمتوں کے علاوہ ملازمین کی ذمہ داری امام کے علاوہ کسی اور کو سونپ دے۔ حدود کے علاوہ جرائم کی معافی قانون کے مطابق ہوگی۔ امام کو اس بات کی اجازت ہوگی کہ وہ سوائے حدود کے اور کوئی بڑی خیانت کے خاص حالات میں جرائم کو معاف کر دینے کی اہلیت رکھتا ہے۔ ضرورت کے وقت جب کہ بے چینی کے حالات ہوں یا ایسے حالات ہوں کہ جن سے بے چینی واضع ہو یا مملکت کے وجود کو کوئی خطرہ لاحق ہو یا خانہ جنگی ہو یا کسی دوسری مملکت کے ساتھ جنگ شروع جائے تو امام استثنائی تدابیر اختیار کر سکتا ہے، جن کی وضاحت قانون کرے گا۔ امام ان تدابیر کو اختیار کرنے کے ایک ہفتے کے اندر اندر انھیں مقننہ کے سامنے پیش کرے گا اور اگر مقننہ کا انتخاب ابھی تک نہ ہوا ہو تو سابقہ مقننہ کو بلوائے گا۔ اگر ان تدابیر میں اس طریقہ کار کو ملحوظ نہ رکھا گیا تو یہ باطل قرار پائیں گی۔ قانون ان استثنائی تدابیر، ان پر مرتب ہونے والے آثار، ان کو اختیار کرنے کی صورت میں متعلقہ مخصوص پہلوؤں اور ان تدابیر کی عدم اقامت کی صورت میں ان پر مرتب ہونے والے آثار کو برابر کرنے کی کیفیت وغیرہ کو منظم کرنے کے لیے قواعد و ضوابط متعین کرے گا۔“^(۱۴)

چھٹا باب: عدلیہ

اس باب میں عدل و انصاف کی فراہمی، عدلیہ کی آزادی، عدالتی کارروائی، حدود و تعزیرات، حلف

برداری، قصاص اور عدلیہ کے اختیارات وغیرہ کے بارے میں رہنما اصول بیان ہوئے ہیں۔ اس باب کے کل ۱۲ آرٹیکل ہیں؛ دستور کے الفاظ ہیں:

”قاضی اور جج حضرات شریعت اسلامیہ کے موقف عدل اور انصاف سے فیصلہ فرمائیں گے۔ تمام لوگ عدالت کے سامنے برابر ہیں۔ کسی فرد واحد یا گروہ کے لیے علاحدہ سے کسی خاص عدالتی نظام کا قیام جائز نہیں ہے۔ خاص عدالتوں کا قیام یا کسی صاحب مقدمہ کو عدالتی فیصلے کے فطری حق سے محروم کر دینا جائز نہ ہوگا۔ ججوں کو امام یا احکام کے خلاف دعویٰ کی سماعت سے روکنا جائز نہ ہوگا۔ عدالتی فیصلے اللہ کے نام سے جاری و نافذ ہونگے۔ قاضی اپنے فیصلے میں شریعت اسلامیہ کے سوا کسی کے سامنے کسی چلک کا مظاہرہ نہیں کرے گا۔ فیصلوں کی تنفیذ مملکت کی ذمہ داری ہے اور اگر ان کی تنفیذ میں کوئی رکاوٹ یا تاخیر ہوتی ہے تو یہ قابل سزا جرم ہے۔ مملکت، عدلیہ کی

۱۳۔ وصفی کمال، مرجع سابق، ۶۹۹-۷۰۰۔

۱۴۔ وصفی کمال، مرجع سابق، ۷۰۰۔

آزادی اور اس کی حریت و آزادی پر آئین نے آنے کی ذمہ دار ہوگی۔ مملکت عدلیہ کے لیے مردوں میں سے قابل ترین افراد کا انتخاب کرے گا اور ان کے کام کے لیے اپنے سوا کی فراہمی کو آسان بنائے گی۔ حدود کے جرائم میں یہ شرط ہوگی کہ تہمت لگایا گیا شخص بذات خود عدالت میں حاضر ہو گا یا اس کے ساتھ اس کا وکیل حاضر ہو اگر وہ وکیل نہ کر سکے تو حکومتی وکیل اس کے ساتھ حاضر ہو۔ مقدمات کا فیصلہ علانیہ ہو گا اور عدالتی کارروائی کو سوائے کسی شرعی ضرورت کے پوشیدہ رکھنا جائز نہ ہو گا۔ شرعی حدود کی سزائیں زنا، قذف، چوری، دہشت گردی، شراب نوشی اور ارتداد میں جاری ہوں گے۔ حدود کے جرائم جن علاوہ جن جرائم میں قاضی تعزیرات جاری کرے گا، قانون ان کا تعین کرے گا۔“ (۱۵)

قسمت، پھانسی، قصاص اور دیت وغیرہ کے بارے میں ان الفاظ میں رہ نمائی موجود ہے:

”قانون قسم کھا کر اپنا حصہ ثابت کرنے کے احکام کے طریقہ کار کو واضح کرے گا اور دیوانی مقدمات کے ہر جانے کا دیت کی مقدار سے زیادہ ہونا جائز نہ ہو گا۔ قانون توبہ کی قبولیت کی شرط اور احکام کی وضاحت کرے گا۔ کسی جرم میں اس وقت تک پھانسی کی سزا جاری نہیں کی جائے گی جب تک کہ صلح یا مقتول کے اولیا کا درگزر ناممکن نہ ہو جائے۔ قصاص میں دیت سے زائد پر بھی مصالحت جائز ہے۔ مرد و عورت کی دیت کا یکساں ہونا جائز ہے۔ زخموں میں قصاص کی شرط میں اسی جیسا اتنا ہی زخم لگانا اور وقاضی کے ہاں اس بات کا کمال یقین ہونا ہے کہ اس سے زائد زخم نہیں لگے گا۔ تعزیرات میں کوڑے لگانا بنیادی سزا ہے اور جیل بھیجنا ایک ممنوع سزا ہے سوائے معدود جرائم میں، اس معدود مدت کے لیے کہ جس کو قاضی واضح کرے گا۔ قیدی کو ذلیل کرنا یا اس کا خون بہانا یا اس کی عزت نفس کو مجروح کرنا جائز نہیں ہے۔ عالی دستوری عدالت، احکام شرعیہ اور اس احکام دستور کے لیے قوانین و ضوابط کی انتہائی درجے میں تطبیق کے بارے میں فیصلہ کن حیثیت کی مالک ہوگی۔ قانون اس عدالت کے دوسرے اختیارات بھی نقل کرے گا۔ مظالم کے خاتمے کے لیے ایک کچہری بنائی جائے گی جس کے ڈھانچے، اختیارات اور اس کے اراکین کی تنخواہوں کا تعین قانون کرے گا۔“ (۱۶)

ساتواں باب: مقننہ اور اس کے اختیارات کی وضاحت

یہ باب ۴۶ دفعات پر مشتمل ہے۔ ابتدا میں مقننہ کے انتخاب، رکنیت اور اس کے استعفیٰ دینے کے طریق کار کی وضاحت کی گئی ہے۔ دستور کے الفاظ ہیں:

”مقننہ قوانین جاری کرنے کی ذمہ دار ہوگی اور مملکت کے لیے عمومی ریاست کے اصول، اقتصادی و اجتماعی ترقی کے لیے لائحہ عمل اور عمومی بجٹ کا تعین کرے گی۔ اسی طرح مملکت دستور میں بیان شدہ طریقہ کار اور شریعت اسلامیہ کے موافق تنفیذی قوتوں کے اعمال و افعال کی بھی نگرانی کرے گی۔ قانون ان انتخابی حلقوں کی نشان دہی کرے گا جن میں مملکت تقسیم ہوگی۔ علاوہ ازیں

۱۵۔ وصفی کمال، مرجع سابق، ۷۰۱-۷۰۲۔

۱۶۔ وصفی کمال، مرجع سابق، ۷۰۱-۷۰۲۔

** مقننہ مفعول اسم ظرف مکان ہے قانون سے جس کے معنی ہیں وہ جگہ جہاں قانون سازی کی جائے۔ جدید اصطلاح میں اسے پارلیمنٹ اور اصطلاح میں سے مجلس شوری کہتے ہیں۔

مقننہ کے اراکین کی تعداد۔۔۔ سے کم نہ ہوگی۔ امام کو اس بات کا اختیار حاصل ہو گا کہ وہ مقننہ کے ۵/۱ اراکین کا براہ راست انتخاب کر سکے۔ قانون، مقننہ کے اراکین کی لازمی شرائط مقرر کرے گا اور عدلیہ کی زیر سرپرستی مکمل ہونے والے انتخاب کے فیصلوں کی وضاحت کرے گا۔ حکومت کے ملازمین کے لیے یہ جائز نہ ہو گا کہ وہ استعفیٰ دیے بغیر مقننہ کی رکنیت کے لیے پیش ہوں۔ رکن مقننہ اپنا عہدہ سنبھالنے سے پہلے مقننہ کے سامنے اس حلف کا اقرار کرے گا: میں اللہ کی قسم اٹھاتا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کروں گا اور مخلصانہ طور پر دستوری نظام کے مطابق اپنے وطن اور اس کی مٹی کی سلامتی کی حفاظت کروں گا۔ قانون و دستور کا احترام کروں گا۔ احکام شرعیہ کو بلند کروں گا اور یہ سب کچھ سچائی، شرافت اور ایمان سے کروں گا۔“ (۱۷)

مقننہ کے اراکین کی تنخواہ، مقننہ کی مدت اور سابقہ رکن کی نشست خالی ہونے کی صورت میں نئے رکن کے انتخاب و تعیین کے طریق کار پر ان الفاظ میں روشنی ڈالی گی ہے:

مقننہ کے اراکین تنخواہ کا مطالبہ کر سکتے ہیں اور اس تنخواہ کا تعین قانون کے مطابق ہو گا۔ مقننہ کی مدت اس کے پہلے اجتماع کی تاریخ سے پانچ ہجری سال ہوگی۔ نئی مقننہ کی تعیین کے لیے سابقہ مقننہ کی انتہائے مدت سے ساٹھ دن پہلے انتخابات منعقد ہوں گے۔ کسی رکن مقننہ کی خرابی صحت کے بارے میں مقننہ فیصلہ کرے گی اور اعلیٰ عدالت متعلقہ رکن کی حوالے سے مقننہ کے سامنے پیش کی گئی صحت رپورٹ کے بارے میں تحقیق کرے گی جب کہ وہ رپورٹ اعلیٰ عدالت کے سامنے پیش کی جائے گی۔ عدالت اپنی تحقیقی رپورٹ اور رائے مقننہ کے سامنے پیش کرے گی۔ تاکہ مقننہ اس تحقیق کے سامنے آئندہ ساٹھ دنوں کے اندر اندر متعلقہ رکن کی صحت کے بارے میں کوئی فیصلہ کر سکے۔ اس صورت حال میں بھی کسی کی رکنیت اس وقت تک منسوخ نہ ہوگی جب تک کہ وہ تہائی اراکین اس کے معطل کرنے پر متفق نہ ہوں۔ اگر منتخب یا متعین اراکین میں کسی رکن کی سیٹ اس کی انتہائے مدت سے پہلے خالی ہوگی تو مقننہ کو اس سیٹ کے خالی ہونے کی اطلاع پہنچنے کے ساٹھ دن کے اندر اندر اس کے جانشین کا انتخاب یا تعیین ہوگی۔ نئے رکن کی مدت رکنیت وہی ہوگی جو کہ سابقہ رکن کی تھی۔ (۱۸)

مقننہ کے رکن کی رکنیت کی معطلی، استعفیٰ اور اس کے مالی معاملات کے بارے میں دستور میں درج ذیل رہ نمائی موجود ہے۔ مصطفیٰ کمال و صفی لکھتے ہیں:

مقننہ کے کسی رکن کے لیے اپنی رکنیت کے دوران میں یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مملکت کے اموال میں سے کوئی چیز خریدے یا اجرت پر حاصل کرے یا اجرت پر دے یا اسے بیچے یا اس پر کسی سے صلح کرے یا مملکت کے ساتھ اجارہ دار پر آمد کنندہ (ایکسپورٹر) یا ٹھیکے دار کی حیثیت سے کوئی معاہدہ کرے۔ مقننہ کے کسی رکن کی رکنیت کا صرف اسی صورت میں اسقاط جائز ہے جب کہ کسی رکن کی ثقاہت اور اعتبار متاثر ہو اور رکنیت کی شرائط میں سے کوئی شرط مفقود ہو جائے یا وہ رکنیت کے فرائض میں کوتاہی کرے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ کسی رکن کی رکنیت مقننہ کے دو تہائی اراکین کی غالب اکثریت سے معطل ہو۔ مقننہ ہی کسی رکن کا استعفیٰ قبول کر سکتی ہے۔ مقننہ کے اراکین سے ان افکار و آراء کے بارے میں کوئی مواخذہ نہ ہو گا جنہیں وہ مقننہ یا مختلف ذیلی کمیٹیوں میں مختلف اعمال و فرائض کی ادائی

۱۷۔ و صفی کمال، مرجع سابق، ۷۰۲-۷۰۴۔

۱۸۔ و صفی کمال، مرجع سابق، ۷۰۴-۷۰۵۔

کے دوران میں ظاہر کرتے ہیں جب تک کہ وہ شرعی احکام کی حدود میں ہوں۔ کسی جرم میں ملوث ہوئے بغیر کسی بھی رکن مقننہ کے خلاف کسی قسم کی قانونی کارروائی مقننہ کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہے۔^(۱۹)

مقننہ کے اجلاس کے مقام تعداد اور وقت کے تعین کے بارے میں دستور میں درج ذیل اصولی رہنمائی

موجود ہے:

”شہر۔۔۔ مقننہ کا مستقر ہو گا اور استثنائی صورت حال میں اس کے اجلاسات دوسرے شہروں میں بھی منعقد کیے جاسکتے ہیں جب کہ امام یا اکثر اراکین کی طرف سے کوئی ایسا مطالبہ سامنے آئے۔ مقننہ کا اجلاس اس کی متعین جگہ کے علاوہ جائز نہ ہو گا اور ایسے اجلاس میں صادر ہونے والی قراردادیں بھی باطل تصور ہوں گی۔ امام فلاں دن اور فلاں مہینے سے پہلے پہلے مقننہ کا سالانہ معمول کا اجلاس بلوائے گا۔ پس اگر امام یہ اجلاس نہ بلوائے تو مقننہ متعلقہ دن میں دستور کے موافق اجلاس کے لیے جمع ہوگی اور عمومی اجلاس کم از کم سات مہینوں میں ایک بار منعقد ہو گا۔ امام مقننہ کے عمومی اجلاس کے خاتمے کا اعلان کرے گا اور مقننہ کے اجلاس کا خاتمہ مملکت کے عمومی بجٹ کے پیش کرنے سے پہلے درست نہ ہو گا۔ امام ضرورت کے وقت مقننہ کا ہنگامی اجلاس بھی طلب کر سکتا ہے۔ اسی طرح کسی موقع پر مقننہ کی اکثریت کے مطالبے پر بھی ہنگامی اجلاس طلب کیا جاسکتا ہے۔ ہنگامی اجلاس کے انعقاد کا اعلان امام کرے گا۔“^(۲۰)

مقننہ کے علانیہ اور خفیہ اجلاسات اور قراردادوں کے پاس کرنے کا طریقہ کار ان اصولوں کی روشنی میں

وضع کیا جائے گا۔ مصطفیٰ کمال وصفی لکھتے ہیں:

”مقننہ اپنے پہلے سالانہ عمومی اجلاس میں اپنی معینہ مدت تک کے لیے ایک صدر (چیئرمین) اور دو نمائندگان (اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر) مقرر کرے گی۔ اگر ان میں سے کسی ایک کی نشست خالی ہو جائے گی تو اس کی جگہ مجلس بقیہ مدت کے لیے کسی اور رکن کا انتخاب کرے گی۔ مقننہ اس بارے میں اپنے طریقہ عمل، اپنے کاموں کی کیفیت و سرگرمی کو منظم کرنے کے لیے لائحہ عمل وضع کرے گی۔ صرف مقننہ داخلی نظام کی محافظ ہوگی اور مقننہ کا چیئرمین اس کا ذمہ دار ہو گا۔ مقننہ کے اجلاسات علانیہ ہوں گے، لیکن امام یا حکومت یا صدر مقننہ یا اس کے کم از کم ۵/۱۱ اراکین کی طرف سے اگر خفیہ اجلاس کے انعقاد کا مطالبہ ہو گا تو اس صورت میں ایسا اجلاس منعقد کرنا جائز ہو گا۔ پھر مقننہ کو یہ اختیار ہو گا کہ وہ یہ طے کرے کہ پیش کیے گئے موضوع پر بحث و تجویز علانیہ نشست میں ہونی چاہیے یا خفیہ اجلاس میں۔ مقننہ کے اجلاس کا انعقاد اس کے اکثر اراکین کی حاضری کی صورت میں ہو گا۔ مقننہ حاضر اراکین کی مطلق اکثریت سے قراردادیں پاس کرے گی۔ یہ ان حالات میں ہو گا جن میں کسی خاص اکثریت کی تائید کا حصول (مثلاً دو تہائی وغیرہ) شرط نہ ہو۔ قوانین سے متعلقہ پروگرامات میں ایک ایک آرٹیکل کے بارے میں رائے لی جائے گی۔ اگر کسی مسئلے میں آراء برابر ہو جائیں تو جس

۱۹۔ وصفی کمال، مرجع سابق، ۷۵۔

۲۰۔ وصفی کمال، مرجع سابق، ۷۵۔۷۶۔

مسئلے میں بحث و تحقیق ہوئی ہے، وہ نامنظور کر دیا جائے گا۔ امام اور مقننہ کے ہر رکن کے پاس قوانین کے بارے میں تجویز پیش کرنے کا حق ہو گا۔“ (۲۱)

آئین میں مقننہ سے قوانین کے پاس ہونے طریق کاریوں بیان کیا گیا ہے:

”ہر قانونی پراجیکٹ تحقیق اور اس کے بارے میں ایک رپورٹ تیار کرنے کے لیے مقننہ کی کسی ایک کمیٹی کی طرف بھیجا جائے گا جب کہ وہ قانونی پروگرامز، جن کی تجویز کسی رکن مقننہ کی طرف سے سامنے آئے گی، اس کمیٹی کی طرف اسی صورت میں بھیجے جائیں گے جب کہ کسی خاص ذیلی کمیٹی نے اس کے بارے میں تحقیق کر کے یہ رائے ظاہر کی ہو کہ مقننہ کا اس بارے میں غور کرنا جائز ہے اور اس کے بعد مقننہ اس کو (مخصوص تحقیقی کمیٹی کی طرف بھیجنے کے لیے) پاس کرے گی۔ ہر وہ قانونی پروگرام جس کو کسی رکن مقننہ نے پیش کیا ہو اور مقننہ نے اس کو رد کر دیا ہو تو اسی اجلاس کے دوران میں اس کو دوبارہ پیش کرنا درست نہ ہو گا۔ امام کو قوانین صادر کرنے اور ان پر اعتراض کرنے کا حق ہو گا اگر امام کسی ایسے قانون پر اعتراض وارد کر دے جسے مقننہ نے پاس کیا ہو تو امام اس قانون (کی تصحیح) کو مقننہ کی طرف سے اس کے پاس ہونے کی تاریخ کے ایک ماہ کے اندر اندر لوٹائے گا۔ پس اگر اس مدت میں امام نے وہ قانون (تصحیح کے بعد) واپس نہ کیا تو وہ قانون نافذ العمل سمجھا جائے گا۔ اسی طرح اس مدت کے درمیان امام نے وہ قانون مقننہ کی طرف لوٹا دیا اور مقننہ نے دوبارہ اس قانون (اپنی شکل میں) کو پاس کر دیا تو اس قانون کو نافذ العمل سمجھا جائے گا۔“

مملکت کے مالی معاملات اور بجٹ وغیرہ کے بارے میں مقننہ کے اختیارات کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا

ہے:

”مقننہ اقتصادی اور معاشرتی ترقی کے لیے ایک لائحہ عمل طے کرے گی اور قانون لائحہ عمل اور اس کے مقننہ کے سامنے پیش کرنے کے بارے میں طریق کار متعین کرے گا۔ عوامی بجٹ کے پروگرام کو ایک ایک باب کی صورت میں مقننہ کے سامنے پیش کیا جائے گا اور یہ بجٹ قانون کے مطابق جاری ہو گا۔ مقننہ کو یہ اجازت نہ ہو گی کہ وہ حکومت کی موافقت کے بغیر بجٹ میں کوئی کمی بیشی کرے۔ مالی سال کے گزرنے سے پہلے جب تک نئے بجٹ کا اعتماد بحال نہ ہو گا اس وقت تک پرانے بجٹ پر عمل ہو گا۔ قانون بجٹ کی تیاری کا طریق کار مقرر کرے گا جیسا کہ وہ مالی سال کا بھی تعین کرے گا۔ عمومی بجٹ کی ایک مد سے دوسری مد میں رقم کی منتقلی یا بجٹ میں غیر مذکور مد میں یا اس کی بعض مدوں میں متعین مقدار سے زائد رقم کے استعمال کے لیے مقننہ کی اجازت کا حصول لازم ہو گا اور یہ قانون کے مطابق ہو گا۔ اسی طرح مملکت کے عمومی بجٹ کا اختتامی حساب مالی سال کے ختم ہونے کے بعد سے ایک سال کے اندر اندر مقننہ کے سامنے پیش کرنا ہو گا۔ اس کے ایک ایک باب کے بارے میں رائے لی جائے گی اور یہ قانون کے مطابق جاری ہو گا۔ اسی طرح محاسبین (آڈیٹر اور اکاؤنٹنٹس) اور ان کے تاثرات کی ایک سالانہ رپورٹ بھی مقننہ کے سامنے پیش کی جائے گی۔ مقننہ کو یہ اختیار بھی حاصل ہو گا کہ وہ آڈیٹنگ و اکاؤنٹنگ ڈیپارٹمنٹ سے کوئی سے بھی حسابات یا رپورٹس طلب کرے۔“

ٹیکس و جرمانوں کے اجرا اور ان کی وصول یابی، مملکت کی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد میں تصرف اور وظائف، پینشن، الاؤنس وغیرہ کے بارے میں درج ذیل اصولی رہنمائی آئین میں موجود ہے۔

”عمومی جرمانوں و ٹیکس وغیرہ کا اجرا ان میں ترمیم اور ان میں معافی قانون کے مطابق ہوگی۔ کسی کو بھی کسی صورت جرمانے کی ادائی سے مستثنیٰ نہیں رکھا جائے گا سوائے ان احوال کے کہ جن کی قانون میں وضاحت کر دی گئی ہو۔ کسی کو بھی اس کے علاوہ جرمانوں یا ٹیکس یا فیس وغیرہ کی ادائی کا مکلف نہیں کیا جائے گا مگر قانون کی حدود میں۔ قانون عمومی اموال کی وصول یابی اور ان کو خرچ کرنے کے طریق کار کے بارے میں بنیادی قواعد وضع کرے گا، حکومت کے لیے مقننہ کی اجازت کے بغیر کسی ایسے پروگرام کو شروع کرنا یا اس کے لیے قرض لینا جائز نہ ہو گا جس میں مستقبل میں بیت المال کی ایک بڑی رقم خرچ ہو رہی ہو۔ قانون بیت المال سے جاری ہونے والے وظائف، پینشنز، الاؤنسز، گرانٹس اور تنخواہوں کے بارے میں قواعد و ضوابط مقرر کرے گا۔ قانون اس بارے میں استثنائی حالات اور ان پہلوؤں کو بھی متعین کرے گا جو تطبیق کے متقاضی ہیں۔ قدرتی ذرائع و وسائل یا عمومی حاجات کی اشیا کو کسی ایسے ٹیکس پر دینا جس میں ان کا ناجائز استعمال ہوتا ہو درست نہ ہو گا اور یہ کام قانون کے مطابق ہو گا۔ قانون مملکت کی منقولہ غیر منقولہ جائیداد میں مفت تصرف اور منقولہ جائیداد سے دست برداری کے احوال، قواعد اور اس کے لیے منتظم اقدامات واضح کرے گا۔“

وزیراعظم، وفاقی کابینہ اور مختلف وزارتوں میں متعین وزراء و مشیران سے جواب طلبی اور ان پر عدم اعتماد کے اظہار کے بارے میں درج ذیل اصولوں میں رہنمائی دی گئی ہے۔

مقننہ کے اراکین میں سے ہر رکن کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اختیارات سے متعلقہ کسی موضوع کے بارے میں وزیراعظم، ان کے نائب کسی وزیر یا اسے نائبین، وزراء یا ان کے نائبین کی توجہ کچھ استفسارات کی طرف مبذول کرے۔ وزیراعظم یا ان کے نائبین کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اراکین کے سوالوں کے جواب دیں۔ کسی رکن کا کسی بھی وقت سوال واپس لینا جائز ہو گا اور اسی اجلاس ہی میں اس سوال کے جواب کا تقاضا کرنا درست نہ ہو گا۔ مقننہ کے ہر رکن کو وزیراعظم، ان کے نائبین، وزراء یا ان کے نائبین سے، ان کے محاسبے کے لیے، ان کے اختیارات کے دائرہ کار میں شامل امور کے بارے میں جواب طلبی کا حق حاصل ہو گا۔ جواب طلبی کا تقاضا آنے کے بعد اس کے بارے میں بحث و تجویز کم از کم سات دن جاری ہوگی، الا یہ کہ مقننہ کی رائے اور حکومت کی موافقت سے حالات کی روشنی میں اس بارے میں کچھ مزید جلدی کر لی جائے۔ وزراء مملکت کی عمومی سیاست کے بارے میں مقننہ کے سامنے جواب دہ ہوں گے اور ہر وزیر اپنی وزارت کے بارے میں مسؤل ہو گا۔ مقننہ کے لیے یہ درست ہو گا کہ وہ وزیراعظم یا کسی ایک وزیر یا ان کے نائبین پر عدم اعتماد کا اظہار کرے۔ عدم اعتماد کی تحریک پر کارروائی صرف اسی صورت میں جائز ہوگی جب کہ اس کا تقاضا و تجویز دس اراکین مقننہ کی طرف سے آئے۔ پارلیمنٹ کے لیے درست نہ ہو گا کہ وہ عدم اعتماد کے مطالبے کے بارے میں اس کے تقاضے سے کم از کم تین دن پہلے اس بارے میں کوئی قرارداد جاری کرے۔ عدم اعتماد کا فیصلہ اراکین کی اکثریت سے طے ہو گا۔^(۲۲)

مقننہ اور حکومت کے مابین اختلافات اور اس کو حل کرنے کے لیے حکم / فیصلہ ساز کے طور پر قومی فتویٰ کمیٹی کے بارے میں درج ذیل دفعات میں رہنمائی دی گئی ہے۔

”مقننہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ دس اراکین کے مطالبے پر وزیراعظم سے جواب دہی کی قرارداد کی بنیاد رکھے اور مقننہ کی اکثریت کی رائے سے قرارداد جاری کرے۔ مقننہ کے لیے حکومت سے جواب طلبی کے تقاضے اور جواب دہی کی درخواست کے کم از کم تین دن بعد کے بغیر یہ قرارداد پاس کرنا درست نہیں ہے۔ وزیراعظم سے مسؤلیت کی رپورٹ کی تیاری کے دوران میں مقننہ امام کے سامنے ایسی رپورٹ بھی پیش کرے گی جس میں متعلقہ موضوع کے عناصر اور اس مسئلے میں اپنی انتہائی رائے اور اس کے اسباب کو واضح کرے گی۔ امام یہ رپورٹ دس دنوں کے اندر اندر مقننہ کو واپس کرے گا۔ اگر مقننہ ایک نئی قرارداد کے ذریعے اپنی سابقہ رائے پر برقرار ہے تو امام کے لیے یہ درست ہو گا کہ وہ مقننہ اور حکومت کے باہمی نزاع کو قومی فتویٰ کمیٹی کے سپرد کر دے۔ یہ لازم ہے کہ مقننہ کی آخری قرارداد کے پاس کرنے کی تاریخ کے ایک ماہ کے اندر اندر اس بارے میں قومی فتویٰ کمیٹی کی طرف رجوع کیا جائے۔ ان حالات میں مقننہ کے اجلاسات موقوف کر دیے جائیں گے۔ اگر قومی فتویٰ کمیٹی کے نتائج حکومت کی تائید میں ہوئے تو مقننہ تحلیل ہو جائے گی اور دوسری صورت میں حکومت مستعفی ہو جائے گی۔ اگر مقننہ وزیراعظم کے نائبین یا وزیران کے نائبین میں سے کسی ایک پر عدم اعتماد کا اظہار کرے تو اس کے لیے اپنے منصب سے مستعفی ہونا لازم ہو جائے گا۔ وزیراعظم اپنا استعفیٰ امام کے سامنے پیش کرے گا جب کہ مقننہ کے سامنے اس کی مسؤلیت طے پا جائے گی۔“ (۲۳)

امام (صدر) اور مقننہ کے باہمی ربط و تعلق اور اختیارات کے توازن پر درج ذیل الفاظ میں روشنی ڈالی گئی

ہے:

”امام مقننہ کے عمومی اجلاس کے انعقاد کے افتتاح کے وقت مملکت کی عمومی سیاست پر ایک بیان جاری کرے گا۔ امام کو یہ بھی اختیار حاصل ہو گا کہ وہ مقننہ میں کوئی سی بھی تقاریر کرے اور مقننہ کو بھی امام سے بحث و مباحثے کی اجازت ہوگی۔ وزیراعظم وزارت کے قیام کے بعد اور مقننہ کے عمومی اجلاس کے انعقاد کے افتتاح کے وقت وزارت کا پروگرام پیش کریں گے۔ مقننہ اس موضوع پر وزارت سے مناقشہ کرے گی۔ وزیراعظم، اس کے نائبین، وزرا اور ان کے نائبین کے لیے یہ جائز ہو گا کہ وہ مقننہ کے رکن ہوں جیسا کہ ان میں جو مقننہ کے رکن نہ بھی ہوں، ان کے لیے بھی یہ جائز ہو گا کہ وہ مقننہ کے اجلاسات اور کمیٹیوں میں شریک ہوں۔ وزیراعظم مقننہ اور اس کی ذیلی کمیٹیوں میں سماعت کے لیے شریک ہو گا، جب بھی وہ بلائیں۔ اراکین مقننہ کے لیے یہ بھی جائز ہو گا کہ وہ اعلیٰ سرکاری ملازمین سے اس بارے میں مدد لیں۔ مقننہ کا رکن ہونے کی صورت میں رائے کے حصول کے وقت وزیر کا ووٹ، ایک ہی ووٹ شمار ہو گا۔ ضرورت کے وقت امام کے لیے مقننہ کو تحلیل کرنا جائز ہو گا۔ یہ لازم ہو گا کہ مقننہ کی تحلیل کا فیصلہ ووٹرز کے مطالبے پر مشتمل ہو، تاکہ مقننہ کی تحلیل کے ساتھ دنوں کے اندر اندر نئی مقننہ کے قیام کے لیے انتخابات کروائے جاسکیں۔ نئی مقننہ انتخابات کے مکمل ہونے کے دس دن کے اندر اپنا اجلاس منعقد کرے گی۔“

آٹھواں باب: حکومت اور مقننہ سازی کے لیے

یہ باب سات دفعات پر مشتمل ہے جن میں وزیر اعظم، وفاقی کابینہ اور وزرا کے مشیران کی ذمہ داریوں اور حقوق و فرائض کو بیان کیا گیا ہے۔
مصطفیٰ کمال و صفی لکھتے ہیں:

”حکومت سے مراد مملکت کی اعلیٰ تنفیذی اور تنظیمی ہیئت ہے۔ حکومت وزیر اعظم، ان کے نائبین، مجلس وزراء، یعنی کابینہ اور ان کے نائبین سے مل کر بنے گی۔ وزیر اعظم حکومتی اعمال کا نگران ہو گا۔ وہ شخص جس کو وزیر یا اس کا نائب بنایا جائے، اس کے لیے لازم ہے وہ کم از کم اتنی۔۔۔ عمر کا ہو اور اپنے تمام شہری و سیاسی حقوق سے فائدہ اٹھانے والا ہو۔ اراکین وزارت اپنی ذمہ داریوں سے متعلقہ اہم امور کی باگ دوڑ سنبھالنے سے پہلے امام وقت کے سامنے درج ذیل حلف کا اقرار کریں گے: میں اللہ کی قسم اٹھاتا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کروں گا اور مخلصانہ طور پر دستوری نظام کے مطابق اپنے وطن اور اس کی مٹی کی سلامتی کی حفاظت کروں گا۔ امت کے مصالح کی نگہداشت کروں گا۔ قانون و دستور کا احترام کروں گا۔ احکام شرعیہ کو بلند کروں گا اور یہ سب کچھ سچائی، شرافت اور ایمان سے کروں گا۔ ہر ایک وزیر اپنی وزارت کا اعلیٰ انتظامی صدر ہو گا اور مملکت کی عمومی سیاست کی حدود میں وزارت کی سیاست کے طریق کار کا ذمہ دار ہو گا اور اس طریقہ کار کو نافذ بھی کرے گا۔ کسی بھی وزیر کے لیے اپنے منصب پر فائز رہنے کے دوران میں یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی آزاد پیشے یا کسی تجارتی، مالی، صنعتی کام سے منسلک رہے۔ اس طرح اس کے لیے مملکت کی کوئی شے خریدنی و فروخت کرنی یا اجرت پر حاصل کرنی اور دینی یا کسی سے صلہ کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ وزرا میں سے جس پر کوئی تہمت لگائی جائے گی تو اس کو اس وقت تک کام سے روک دیا جائے گا جب تک اس کا فیصلہ نہیں ہو جاتا۔ دعویٰ دائر کرنے اور اس کو جاری رکھے بغیر وزیر کی مدت عہدہ میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔ وزیر پر مقدمہ، مقدمہ کے مطابق کارروائی، ضمانت اور سزا وغیرہ قانون کے مطابق ہوگی اور یہ احکام نائب وزیر کے نام جاری ہوں گے۔ جمیع حالات میں وزرا کے مقدمے کی سماعت انھی عدالتوں میں ہوگی جن میں عامۃ الناس کے مقدمات پیش ہوتے ہیں۔“ (۲۳)

آخری باب عملی کارروائی کے اعتبار سے عمومی نوعیت کے ساتھ ایسی دفعات پر مشتمل ہے جو حالات و واقعات پر مشتمل ہے جو حالات و واقعات کے اعتبار سے مختلف ہو سکتی ہیں۔

قانون سازی کے طریقہ کار کا جائزہ

اسلام میں قانون سازی کی گنجائش اور اس کے طریقہ کار پر بات عموماً بحث خلط کا شکار ہو جاتی ہے؛ اس لیے اس کے مختلف پہلوؤں پر اس کے تقاضوں کے مطابق غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔
مجمع البحوث الاسلامیہ قاہرہ کی مجوزہ دفعات میں اس کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے:

۱- اسلامی قوانین و احکام کا وہ حصہ جو قرآن و سنت، خلافت راشدہ اور اجماع امت کی شکل میں طے ہو چکا ہے اس میں کسی قسم کی قانون سازی، ترمیم و اضافہ کی ہرگز گنجائش نہیں ہے۔

خلافت راشدہ کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے خلفائے راشدین کو اپنی سنت کے ساتھ بیان کیا اور اسے واجب الاتباع قرار دیا: ”علیکم بسنتی و سنت الخلفاء الراشدين المهديين.“ (میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء کی سنت کو لازم پکڑو۔) اسی طرح اجماع ویتبع غیر سبیل المؤمنین سے استدلال کیا ہے، نیز اس بات کو طے کیا ہے کہ کتاب اللہ، سنت نبوی، خلفائے راشدین کے فیصلے اجماع امت، قانون سازی کے مرحلے میں طے شدہ امور ہیں، وہ امور جن کے بارے میں شرعی فیصلے کے یہ چاروں ذرائع خاموش ہیں، 'اجتہاد' یا قانون سازی کی اجازت ہے۔

فقہی مسائل میں قانون سازی کے لیے اجتماعی اجتہاد کو پیش نظر رکھا گیا ہے مباح، تنظیمی تدبیری اور اجماعی مسائل میں قانون سازی جائز ہے، لیکن اختلاف ان مجتہد فیہ مسائل میں قانون سازی کے جواز و عدم جواز کا ہے، جن کے بارے میں فقہاء کی آراء میں اختلاف ہے۔ بہر حال عصر حاضر میں قرآن و سنت، اجماع اور امت مسلمہ کے وسیع فقہی ذخیرے کو سامنے رکھتے ہوئے کسی اسلامی ریاست کا قانون مرتب کیا جاسکتا ہے۔

مجمع البحوث الاسلامیہ کی قرارداد میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ معاملات میں قانون سازی کے چار شعبے ہیں:

۱- تعبیر، یعنی جن معاملات میں شارع نے امر یا نہی کی تصریح کی ہے ان کے بارے میں نص کے معنی یا ان کا منشا متعین کرنا۔

۲۵- مالک بن انس، الموطأ، کتاب السنۃ، موسوعة الحديث الشريف (ریاض: الکتب السنۃ، دار السلام، ۲۰۰۰ء)۔

*** لفظ تقنین کا مادہ ق، ن، ہے اور یہ باب تفعیل سے مصدر ہے اس کا لغوی معنی قانون سازی ہے۔ القاموس الوحید، ۲: ۷۶۳؛ یوسف القرضاوی لکھتے ہیں: احکام شرعیہ کو جدید دیوانی فوجداری اور انتظامی قوانین کے انداز پر مرتب و ترمیم شدہ قانونی مواد کی صورت میں ڈھالنا قانونی سازی تعارف کی روشنی میں اس کے مراحل درج ذیل ہیں۔ جمع و ترتیب، ترتیب و ترقیم، اختصار و وضاحت، حکمیہ انداز میں ڈھالنا ہے۔ (یوسف القرضاوی، مدخل لدراسة الشريعة الإسلامية بیروت: مؤسسة الرسالة، ۱۹۹۳ء، ۲۹۷۔)

۲- قیاس: یعنی جن معاملات میں شارع کا کوئی براہ راست حکم نہیں ہے، مگر جن سے ملتے جلتے معاملات میں حکم موجود ہے، ان میں علت حکم مشخص کر کے اس حکم کو اس بنیاد پر جاری کرنا کہ یہاں بھی علت پائی جاتی ہے۔ جس کی بنا پر یہ حکم اس سے مماثل واقعے میں دیا گیا تھا۔

۳- استنباط و اجتہاد: یعنی شریعت کے بیان کردہ وسیع اصولوں کی جزوی مسائل و معاملات پر منطبق کرنا اور نصوص کے اشارات، دلائل اور اقتضاءات کو سمجھ کر یہ معلوم کرنا کہ شارع ہماری زندگی کے معاملات کو کس شکل میں ڈھالتا ہے۔

۴- جن معاملات میں شارع نے کوئی ہدایت نہیں دی ہے ان میں اسلام کے وسیع مقاصد اور مصالح کو ملحوظ رکھ کر ایسے قوانین بنانا جو ضرورت کو پورا کر سکیں اور ساتھ ساتھ اسلام کے مجموعی نظام کی روح اور اس کے مزاج کے خلاف بھی نہ ہوں۔ اسی چیز کو فقہانے مصالح مرسلہ اور استحسان سے موسوم کیا ہے۔ یہ قرار داد بھی پیش کی گئی ہے کہ سیاسی، انتظامی اور اجتماعی نوعیت کے امور میں بھی اجتماعی اجتہاد اور شوراۃیت کے ذریعے قانون سازی کی جاسکتی ہے۔

آئین سازی کے مراحل

مجمع البحوث الاسلامیہ کی قرار داد میں آئین سازی کے مراحل کو اس طرح بیان کیا گیا ہے، جس کی وضاحت صبحی المحمصانی نے پانچ مراحل میں تقسیم کی ہے۔

کسی بھی فقہی حکم کو قانون بنانے کے لیے کئی مراحل سے گزرنا پڑتا ہے؛ اس طرح نہیں ہوتا کہ فقہ کی کسی کتاب سے فتاویٰ لیں اور ان کی ترقیم کر لیں اور قانون تیار ہے، بلکہ کسی بھی فقہی نص کو تہذیب و تنقیح کے کئی درجات و مراحل سے گزرنے کے بعد قانونی شکل دی جاتی ہے۔

پہلا مرحلہ

پہلے مرحلے میں ان فقہی مصادر کا انتخاب شامل ہے کہ جن کی بنیاد پر کسی ملک میں قانون سازی ہوتی ہے۔ موجودہ زمانہ میں مذاہب اربعہ اور دوسرے معروف فقہی مذاہب کے فتاویٰ کا انتخاب اس مرحلے میں شامل ہو گا۔

شیخ صبحی المحمصانی مجمع میں پیش کردہ پر تبصرہ فرماتے ہیں:

(تدوین کے پانچ مراحل ہیں۔ پہلا مرحلہ کسی فقہی مذہب کو اپنالینا ہے اور یہ بہت مشکل مرحلہ ہے ابن مقفع اور ابو جعفر تو اس میں کام یاب نہ ہو سکے لیکن سلطنت عثمانیہ اور اسکے علاوہ اسی طرز پر بعض دوسرے ممالک نے کام یابی حاصل کر لی ہے۔)

دوسرا مرحلہ

دوسرے مرحلے میں مختلف فقہی کتابوں اور فتاوی جات کے اختصار پر مشتمل ایک جامع کتاب آسان فہم انداز میں تالیف کی جاتی ہے، جو رسمی قانونی کتاب کی شکل میں نہ ہو بلکہ رسمی کتاب کے کچھ مشابہ ہو جس کے مطالعے میں آسانی ہو اور قاضی، علماء، طلبہ کے لیے اس کا سمجھنا آسان ہو۔ اس کی مثالوں میں ملتی الأبحر، فتاوی ہندیہ وغیرہ ہیں۔

تیسرا مرحلہ

تیسرے مرحلے میں ان مختصر فقہی عبارتوں کو قانونی اور حکمی شکل دی جاتی ہے، تاکہ ان کو قانون کے جدید انداز میں پیش کیا جاسکے۔

چوتھا مرحلہ

چوتھے مرحلے میں اس صورت میں جب کہ ایک معین فقہی مذہب کو قانون سازی کے لیے اصل بنیاد بنادیا گیا دوسرے مذہب اسلامیہ سے بھی استفادہ کرنا شامل ہے۔

ثم مرحلة الرابعة: تبعت طريقة اخرى وهى ان يؤخذ مذهب واحد كامل الاقتباس من المذاهب الاخرى فى بعض المسائل مثاله ما جرى فى قانون حقوق العائلة العثمانية ومجلة الجيانات والاحكام العفوية التونسية القديمة و مجلة الالتزامات والعقود التونسية وما جرى فى مدونات الاحوال الشخصية فى البلاد العربية التى اشرنا اليها وقد ذكرنا ان بعضها ايضا قد ابتعد عما جرى فى الشريعة كما فعلت العراق فى مسائل الموارث التى بنهنا بها اى فى هذه المحاضرة.

پانچواں مرحلہ

سب سے آخری اور پانچواں مرحلہ مغربی قوانین یا دوسرے ممالک سے کچھ اخذ کرنا ہے بشرطیکہ استفادہ اسلامی قانون کی روح کے خلاف نہ ہو۔

واخيرا فى المرحله الخامسة اقتسبت بعض القوانين عن المدونات القريبه فكان هذا الاقتباس
احيانا موقفا بحيث لم يخالف روح التشريع الاسلامى .

سفارشات

- ۱- پاکستان میں اسلامی نظریاتی کونسل کے نام سے جو ادارہ موجود ہے اسے ”عضو معطل“ بنانے کی بجائے اسے مقننہ / پارلیمنٹ کے ساتھ منسلک کیا جائے اور اس کی آراء کو قانونی درجہ دیا جائے۔
- ۲- اسلامی نظریاتی کونسل میں سیاسی اور فرقہ وارانہ بنیادوں پر تقرریوں کی روک تھام کی جائے صرف اہل افراد کے تقرر کو ہی ضروری بنایا جائے اس کے ساتھ مختلف طبقوں کے لوگوں کو بھی نمائندگی دی جائے تاکہ اس کی سفارشات زیادہ مؤثر اور مربوط ہو سکیں۔
- ۳- حکومت ”فقہی تھینک ٹینک“ تشکیل دے جس کے تمام افراد درجہ اجتہاد پر فائز ہوں۔
- ۴- اسلامی قانون سازی کے شعبہ میں ترکی اور مصر ہم سے آگے ہیں کیونکہ قانون شریعت کے نفاذ کا اولین تجربہ انہی ممالک میں کیا گیا ہے اس لیے ہمارے ملک میں قانون سازی کے شعبہ میں جو کاوشیں ہو رہی ہیں ان میں ان ممالک کے تجربات کو پیش نظر رکھا جائے۔
- ۵- مجمع البحوث الاسلامیہ اور مجلہ الاحکام العدلیہ کے نام سے معرض وجود میں آنے والے (مجموعہ قوانین اسلام) کو من و عن اپنانے کی بجائے حسب ضرورت و مصلحت ترمیمات یا اضافات کے ساتھ اپنے ملکی اور علاقائی حالات کے لیے سازگار بنایا جاسکتا ہے۔
- ۶- قانون میں توسع اور عالمگیریت پیدا کرنے کے لیے بین الملکی انداز اختیار کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ جسے ڈاکٹر محمود احمد غازی ”رحمۃ اللہ علیہ“ فقہ آفاقی قرار دیتے ہیں۔
- ۷- قانون سازی کے لیے عصری تقاضوں اور جدید تصورات سے بھرپور استفادہ کیا جائے۔
- ۸- مصر اور سعودی عرب کی طرح پاکستان میں بھی اجتماعی اجتہاد کے اداروں کو فروغ دینا چاہیے۔